
NO FIXED
ADDRESS

دہلیز 7

کوئی مستقل پتہ نہیں

کچھ لوگوں کی زندگی میں ایک لمحہ آتا ہے جب جغرافیہ نقشہ رہنا چھوڑ دیتا ہے اور تجربہ بن جاتا ہے۔

اُس دن تک دنیا کتابوں میں ہوتی ہے۔

تصویروں میں۔

دوسروں کی سنائی باتوں میں۔

خبروں میں۔

پھر، اچانک، وہ خبر رہنا چھوڑ دیتی ہے اور ایک راستہ بن جاتی ہے جسے طے کرنا ہے۔

میرے ساتھ یہ آہستہ آہستہ ہوا۔

کوئی خاص صبح نہیں تھی۔

کوئی تاریخی فون کال نہیں تھی۔

کوئی ایسا اعلان نہیں تھا جو زندگی کو پہلے اور بعد میں بانٹ دے۔

بس ایک دروازہ تھا جو کھل گیا۔

اور اُس دروازے کے پیچھے دنیا تھی۔

جب تم اُس جگہ کو چھوڑتے ہو جہاں تم بڑے ہوئے، تو سب سے پہلے یہ خوش فہمی ٹوٹتی ہے کہ تمہارا جینے کا طریقہ ہی قدرتی طریقہ ہے۔

یہ ایک صحت مند جھٹکا ہے۔

اُس لمحے تک تم سمجھتے ہو کہ جو تم نے اپنے گرد دیکھا وہی معمول ہے۔

پھر تم کہیں اور پہنچتے ہو۔

اور تمہیں پتہ چلتا ہے کہ اور بھی معمول ہیں۔

دوسرے تال۔

دوسری اقدار۔

دوسرے خوف۔

دوسری امیدیں۔

اور وہ سب اتنے ہی باوقار ہیں جتنے تمہارے۔

شروع میں میں نے دیکھا۔

میں نے سنا۔

میں نے سمجھنے کی کوشش کی۔

ہر ملک ایک ہی انسانی کہانی کا مختلف بیان سناتا محسوس ہوتا تھا۔

زبانیں بدلتی تھیں۔

چہرے بدلتے تھے۔

عادتیں بدلتی تھیں۔

مگر سوال حیرت انگیز حد تک وہی رہتے تھے۔

خاندان کیسے بناتے ہو؟

عزت کیسے کماتے ہو؟

جس سے محبت ہو اُس کی حفاظت کیسے کرتے ہو؟

مستقبل کا سامنا کیسے کرتے ہو؟

ہر بار سوال صرف لہجے میں مختلف تھا۔

جوہر میں کبھی نہیں۔

مجھے وہ حیرانی یاد ہے جو ایسے شہروں میں داخل ہوتے وقت محسوس ہوئی جو ایک دن پہلے تک صرف کاغذ پر تھے۔

ہوائی اڈے۔

اسٹیشن۔

ہوٹل۔

اجلاس کے کمرے۔

ریستوران۔

سڑکیں۔

گمنام جگہیں جو میری زندگی کے باب بن گئیں۔

بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ سفر کا مطلب حرکت ہے۔

یہ درست نہیں۔

سفر کا مطلب نقطۂ نظر بدلنا ہے۔

تم کچھ بھی سیکھے بغیر ایک براعظم پار کر سکتے ہو۔

یا ایک ہی سڑک پار کر سکتے ہو اور بدل کر نکل سکتے ہو۔

یہ اُن آنکھوں پر منحصر ہے جن سے تم دیکھتے ہو۔

برسوں تک میں سمجھتا رہا کہ دنیا کو میں دیکھ رہا ہوں۔

پھر مجھے پتہ چلا کہ دنیا مجھے دیکھ رہی تھی۔

ہر ثقافت آئینے کی طرح کام کرتی ہے۔

وہ تمہیں تمہاری ایک مختلف تصویر لوٹاتی ہے۔

کچھ ملکوں میں میں نے صبر سیکھا۔

کچھ میں لچک۔

کچھ اور میں نظم و ضبط۔

ہر جگہ نے مجھے ایک سبق تھمایا جس کے بارے میں مجھے معلوم نہیں تھا کہ مجھے سیکھنا ہے۔

اور ہر بار میرے اندر کچھ چھوڑ گئی جو پہلے نہیں تھا۔

جب تم لمبے عرصے تک بیرونِ ملک رہتے ہو تو ایک عجیب بات ہوتی ہے۔

لفظ "گھر" کا مطلب بدل جاتا ہے۔

وہ اب کسی پتے کا دوسرا نام نہیں رہتا۔

وہ اب کسی شہر کا دوسرا نام نہیں رہتا۔

کبھی کبھی وہ کسی ملک کا دوسرا نام بھی نہیں رہتا۔

وہ کچھ زیادہ متحرک ہو جاتا ہے۔

زیادہ گہرا۔

جس کی تعریف کرنا زیادہ مشکل ہے۔

گھر وہ بن جاتا ہے جو تم اپنے ساتھ لے جا سکو۔

اصول۔

یادیں۔

وہ لوگ جن سے محبت ہے۔

وہ کہانیاں جو تم سناتے رہتے ہو۔

باقی سب بدل سکتا ہے۔

میں مختلف ملکوں میں اتنا عرصہ رہا ہوں کہ ایک سادہ سچ سمجھ سکوں۔

انسان اپنے خوف میں ایک دوسرے سے کہیں زیادہ ملتے ہیں۔

انہیں بھلا دیے جانے کا ڈر ہے۔

انہیں اپنے پیاروں کے کھو جانے کا ڈر ہے۔

انہیں ناکام ہونے کا ڈر ہے۔

انہیں تکلیف کا ڈر ہے۔

انہیں وقت کا ڈر ہے۔

انہی عالمگیر خوفوں پر ہماری زندگی کا بڑا حصہ کھڑا ہے۔

اور ٹھیک وہیں سے سب سے سچے رشتے بھی جنم لیتے ہیں۔

اختلافات میں نہیں۔

مشترک کمزوریوں میں۔

ہر بار جب میں نے ملک بدلا، میں نے کچھ چھوڑا۔

دوست۔

عادتیں۔

یقین۔

ہر بار مجھے کچھ اور ملا۔

نئے زاویے۔

نئے رشتے۔

نئے سوال۔

حتمی حساب کبھی مالی نہیں تھا۔

وہ انسانی تھا۔

جتنے برس گزرتے گئے، اتنا ہی میں سمجھتا گیا کہ بین الاقوامی تجربہ پاسپورٹ پر مہریں جمع کرنے کا نام نہیں۔

وہ اپنی اندرونی سرحدیں کشادہ کرنے کا نام ہے۔

کم سخت ہونے کا۔

اپنے یقینوں پر کم مطمئن ہونے کا۔

زیادہ متجسس ہونے کا۔

سننے پر زیادہ آمادہ ہونے کا۔

دنیا اکثر بولنے والوں کو انعام دیتی ہے۔

زندگی، اس کے برعکس، اُنہیں انعام دیتی ہے جو سننا جانتے ہیں۔

اور مختلف ثقافتوں کو سننا تعلیم کی سب سے مؤثر شکلوں میں سے ایک ہے۔

ایک وقت آیا جب میں نے ملک گننا چھوڑ دیا۔

میں نے پروازیں گننا چھوڑ دیں۔

میں نے طے شدہ فاصلے گننا چھوڑ دیے۔

میں سمجھ گیا کہ سب سے اہم فاصلہ جغرافیائی نہیں تھا۔

وہ ذہنی تھا۔

وہ فاصلہ جو تعصب کو سمجھ سے جدا کرتا ہے۔

جہالت کو علم سے۔

خوف کو اعتماد سے۔

ہر تجربے نے اسے کم کرنے میں میری مدد کی۔

یہاں تک کہ اس نے مجھے وہ سمجھا دیا جس کا مجھے اندازہ نہیں تھا۔

دنیا صرف میرے گرد نہیں بدل رہی تھی۔

وہ میرے اندر بھی بدل رہی تھی۔

جو شخص برسوں پہلے روانہ ہوا تھا، وہ اب موجود نہیں تھا۔

اُس کی جگہ کوئی تھا جس نے چیزوں کو مختلف زاویوں سے دیکھنا سیکھ لیا تھا۔

کوئی جسے صحیح ہونے میں کم اور سمجھنے میں زیادہ دلچسپی تھی۔

کوئی جو اختلافات کی طرف کم اور مماثلتوں کی طرف زیادہ متوجہ تھا۔

آخر میں میں سمجھا کہ سب سے بڑی تبدیلی ایک ملک سے دوسرے ملک جانا نہیں تھی۔

وہ ایک محدود نظر سے ایک وسیع تر نظر تک جانا تھی۔

گویا میرا اندرونی پتہ بدل گیا ہو۔

ہمیشہ کے لیے۔

اسی لیے یہ دہلیز ملکوں کی بات نہیں کرتی۔

یہ نقشوں کی بات نہیں کرتی۔

یہ سرحدوں کی بات نہیں کرتی۔

یہ تبدیلی کی بات کرتی ہے۔

کیونکہ ایک لمحہ آتا ہے جب دنیا صرف جغرافیہ نہیں بدلتی۔

وہ معنی بدل دیتی ہے۔

اور جب ایسا ہوتا ہے، تو اب تم دنیا کو نہیں ڈھونڈتے۔

بلکہ دنیا تمہارے اندر جینا شروع کر دیتی ہے۔

دنیا نے پتہ بدل لیا تھا۔

اور نیا پتہ میں تھا۔